ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر واصف لطیف

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر نازیہ سحر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، اسلامیہ کالج، پشاور

ڈاکٹر شائستہ حمید خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

سیّد وارث شاہ اور میر تقی میر کا سیاسی، سماجی و عصری شعور

Dr. Wasif Latif*
Assistant Professor, Department of Punjabi, GC University, Lahore.
Dr. Nazia Sahar
Assistant Professor, Department of Urdu, Islamia College, Peshawar.
Dr. Shaista Hameed Khan
Associate Professor, Department of Urdu, GC University, Lahore

***Corresponding Author:** l.wasiflatif@gmail.com

Political, Social and Contemporary Consciousness of Syed Waris Shah and Mir Taqi Mir

ABSTRACT

Syed Waris Shah is the "Sukhan da Waris" in Punjabi poetry, while Mir Taqi Mir is known as "Khuda-E-Sukhan" in Urdu literature. Both are great classical poets of the 18th century. Both have richly represented their language, literature and culture. The creative literature of both is not less than a literary asset not only for the past, but also for the present and the future. In this research article, two great poets of the same era have been compared intellectually and artistically, and their political, social and contemporary consciousness has been highlighted.

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33

Key Words: *Sayed Waris Shah, Punjabi Poetry, Heer Waris Shah, Mir Taqi Mir, Urdu Poetry, Classical Poets, Political awareness, Social awareness, Psychological awareness.*

سیّد وارث شاہ اور میر تقی میر معاصر شاعر ہیں۔ پہلا پنجابی ادب میں ''سخن دا وارث'' تو دوسرا اُردو ادب کا ''خدائے سخن'' کہلاتا ہے۔ دونوں نے اپنی اپنی زبان و ادب میں جو انقلاب برپا کیا اُس کی گونج اڑھائی صدیاں بیت جانے کے باوجود بھی تر و تازہ ہے۔ میر تقی میر نے جو شہرت اُردو ادب میں حاصل کی، سیّد وارث شاہ پنجابی ادب میں کسی طور بھی اُن سے کم مشہور نہیں۔ دونوں شاعر اپنے اپنے عہد کے نمائندہ کلاسیکل شاعر کے مقام و مرتبہ پر فائض ہیں۔

میر تقی میر اُردو ادب میں منفرد خصوصیات کے حامل شاعر ہیں۔ اُن کے دواوین کا تاریخی، عمرانی اور نفسیاتی مطالعہ اس بات کا گواہ ہے کہ وہ لمحہ، پل، گھڑی، وقت، دور اور عہد کے شاعر ہیں۔ وہ اپنے عہد کے حساس فنکار، گہرے مشاہدہ کار، ماہر نباض، غیر جانبدار مؤرخ اور منجھے ہوئے فنکار تھے جس کا ثبوت عصری شعور کی صورت اُن کی شاعری میں جھلکتا ہے اور ہمیشہ کے لیے ٹھوس تاریخی شواہد کے طور پر موجود رہے گا۔

سیّد وارث شاہ نے اگرچہ بہت زیادہ نہیں لکھا، یا شاید ہم تک پہنچ نہیں سکا مگر پھر بھی ''ہیر وارث شاہ'' ایسا شاہکار ہے جو تا قیامت وارث شاہ کی فنی عظمت کا منہ بولتا ثبوت رہے گا۔ رام بابو سکسینہ کا وارث شاہ کے بارے میں بیان کہ: ''افسوس اردو زبان میں کوئی وارث شاہ پیدا نہیں ہوا۔'' وارث شاہ کے ادبی قد کاٹھ میں کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے۔ وارث شاہ کی ''ہیر'' کو ''دیوانِ پنجاب''، ''تاریخ پنجاب''، ''انسائیکلوپیڈیا آف پنجاب'' اور ''منی ایچر آف پنجاب'' بھی اسی بنا پر کہا گیا کہ اُنھوں نے میر تقی میر کی طرح اپنے عہد کا ایک ایک پل، لمحہ، وقت اور تاریخ کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ صوفی شاعر میاں محمد بخش، وارث شاہ کے مقام و مرتبہ اور قدر و منزلت کی بابت فرماتے ہیں:

وارث شاہ سخن دا وارث، نندے کون اُنھاں نُوں
حرف اوہدے تے انگل دھرنی، ناہیں قدر اساں نُوں (۱)

سیّد وارث شاہ اور میر تقی میر کم و بیش ایک ہی عہد سے تعلق رکھنے والے الگ الگ تہذیبوں کے نمائندہ شاعر ہیں۔ دونوں کے کلام میں جو آفاقی حیثیت موجود ہے اُس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دونوں شعرا کا موازنہ پیش خدمت ہے:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33

ماخذ تحقیقی مجلہ

سیّد وارث شاہ کی تاریخ پیدائش ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد کی تحقیق کے مطابق ۱۷۰۷ء تا ۱۷۰۹ء ہے لیکن یہ تحقیق ابھی سند قبولیت حاصل نہیں کر سکی لہٰذا مختلف کتب اور حتیٰ کہ وارث شاہ کے مزار کی لوح پر بھی ۱۷۲۲ء تاریخ پیدائش درج ہے جبکہ وفات کے حوالے سے زیادہ تر مصنفین ۱۷۹۸ء پر متفق ہیں۔ جبکہ میر تقی میر کی پیدائش ۱۷۲۲ء/۱۷۲۳ء اور وفات ۱۸۱۰ء طے شدہ ہے۔یعنی دونوں شعرائے کرام کم و بیش ۷۵ برس ایک ساتھ جیے۔

سیّد وارث نے جنڈیالہ شیر خاں ضلع شیخوپورہ، پنجاب (پاکستان) میں آنکھ کھولی، بچپن وہیں گزارا، قصور سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، پاکپتن بابا فرید کے سجادہ نشین سے روحانی فیض حاصل کیا، ملکہ ہانس میں رہائش پذیر رہے، وہیں قصہ ٔہیر تخلیق کیا، بعد ازاں جنڈیالہ شیر خاں واپس آ گئے، بقیہ زندگی بسر کی اور وہیں دفن ہوئے۔ جبکہ میر تقی میر کی پیدائش آگرہ میں ہوئی، بچپن وہیں گزرا، پھر دہلی چلے آئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ آخر عمر میں لکھنؤ چلے گئے جہاں ۱۸۱۰ء میں وفات پائی۔

سیّد وارث شاہ اور میر تقی میر نے جب آنکھ کھولی تو مغلیہ سلطنت زوال پذیر ہو چکی تھی۔ دارالحکومت دہلی میں حالات موافق اور سازگار نہ تھے۔ بدامنی، نفسانفسی اور لاقانونیت بے حد بڑھ چکی تھی۔ معاشرتی و سیاسی نظام درہم برہم اور اخلاقی اقدار زوال پذیر ہو چکی تھیں۔ تختِ دہلی اندرونی شازشوں اور بیرونی حملہ آوروں کے حملوں سے تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ معاشرہ اخلاقی گراوٹ کا شکار تھا۔ ان تمام حالات و واقعات کے غیر جانبدار حوالے دونوں شعرا کی شاعری میں بدرجہ اُتم موجود ہیں۔ میر تقی میر کے چند اشعار دہلی کی خستہ حالی کے حوالے سے ملاحظہ کریں:

دیدۂ گریاں ہمارا نہر ہے
دِل خرابہ جیسے دِلّی شہر ہے (۲)
دِلّی میں آج بھیک بھی ملتی نہیں اُنھیں
تھا کل تلک دماغ جنھیں تاج و تخت کا (۳)

سیّد وارث شاہ اگرچہ تختِ دہلی سے دور صوبہ پنجاب کے مکین تھے لیکن اُنھوں نے "ہیر" میں کئی جگہ اُن ناساز اور ناموافق حالات کا تذکرہ تمثیلی، علامتی اور تلمیحی انداز میں کیا ہے۔ مغلیہ سلطنت کے زوال، سکھوں کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33
ماخذ تحقیقی مجلّہ

بغاوت، احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ درانی کی یلغار کو ''کٹک پنجاب'' اور ''کٹک قندھار'' کہہ کر سیاسی حالات کی جو منظر کشی کی گئی ہے وہ واقعی لاجواب ہے:

سرمہ نیناں دی دھار وچ پھب رہیا، چڑھیا ہند تے کٹک پنجاب دا جی (۴)

پھِرے چھنک دی چائو دے نال جٹی، چڑھیا غضب دا کٹک قندھار وِچوں (۵)

سیّد وارث شاہ کی ''ہیر'' میں پُر آشوب مغلیہ دور، پنجاب کی افراتفری، بدامنی، نفسانفسی، انارکی، آپا دھاپی، لوگوں کے مکر و فریب اور رِیّاکاری کے غیر جانبدار اشارے ثابت کرتے ہیں کہ وہ کتنے حسّاس، باشعور اور غیر جانبدار فنکار تھے:

فوجاں شاہ دِیاں وار ثامار مَتھرا، مُڑ پھیر لاہور نوں آئیاں نیں (۶)

سارے مُلک پنجاب خراب وِچوں، سانوں وڈا افسوس قصور دا اے (۷)

برصغیر پاک و ہند کو صوفیائے کرام کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ یہ دھرتی عشق کے لازوال اور آفاقی جذبے سے مالامال ہے۔ عربی، فارسی اور اُردو کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کی تمام زبانوں میں تصوف اور عشق پر بے حد لکھا گیا۔ علاوہ ازیں اسی دھرتی پر درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں رومانی و عشقیہ داستانوں کا ظہور بھی ہوا۔ اُردو شاعری میں تصوف اور عشق کے حوالے سے میر درد قابل ذکر ہیں لیکن میر تقی میر نے بھی اس موضوع پر بہت لکھا۔ میر کے ہاں عشق کا مفہوم وسیع تر ہے۔ جذبۂ عشق اُن کے دل میں سرایت کر گیا تھا۔ اُن کے خیال میں زندگی کی رونقیں اور رعنائیاں عشق ہی کی بدولت ہیں۔ اُن کے ہاں عشق ہی زندگی کا اصل مقصد ہے جو ساری کائنات پر حاوی ہے۔ عشق ہی کائنات کی اصل روح ہے:

عشق ہی عشق ہے جہاں دیکھو
سارے عالم میں بھر رہا ہے عشق (۸)

سیّد وارث اور میر تقی میر دونوں کلاسیکی شاعر ہیں۔ دونوں کی شاعری میں تصورِ عشق موجود ہے۔ دونوں کے نزدیک وجہ تخلیق کائنات عشق ہی ہے۔ بقول ڈاکٹر جمیل جالبی:

''میر کی سیرت و شخصیت متضاد عناصر سے مل کر بنی تھی۔ اُن کا گھر فقیر درویش کا گھر تھا۔ باپ متقی اور پرہیز گار انسان تھے۔ توکل و قناعت شعار، سینہ آتشِ عشق سے روشن اپنے بیٹے محمد تقی کو تلقینِ عشق کرتے تھے۔'' (۹)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33
ماخذ تحقیقی مجلّہ

میر تقی میر عشق کے حوالے سے "مثنوی معاملاتِ عشق" میں فرماتے ہیں:

عشق ہی عشق ہے نہیں ہے کچھ
عشق بن تم کہو کہیں ہے کچھ
عشق تھا جو رسول ﷺ ہو آیا
اُن نے پیغام عشق پہنچایا(۱۰)

سیّد وارث شاہ کے ہاں عشق اور تصورِ عشق میر تقی میر سے مختلف نہیں۔ وہ بھی میر کی طرح وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی کو ہی مانتے ہیں:

اول حمد خدا ئید اور د یکھیے، عشق کیتا سو جگ دا مول میاں
پہلے آپ ہی رب نے عشق کیتا، معشوق ہے نبی رسول ﷺ میاں (۱۱)

میر تقی میر اور وارث شاہ کے ہاں وحدت الوجود کے حوالے سے بھی ملتے جلتے اشعار موجود ہیں:

گل و آئینہ کیا، خورشید و مہ کیا
جدھر دیکھا تدھر تیرا ہی رو تھا(۱۲)
باغ و بہار و نکہت، گل پھول سب ہی تو ہے
یاروں کی ہیں نظر میں، یہ رنگ سارے تیرے (۱۳)

وارث شاہ کا اندازِ بیان ملاحظہ کریں:

مالا منکیاں وچ جیوں اک دھاگا، تیویں سرب کے بیچ سما رہیا
سبھناں جیوندیاں وچ ہے جان وانگوں، نشہ بھنگ افیم وچ آ رہیا
جیویں پترے مہندیوں رنگ رچیا، تیویں جان جہان وچ آ رہیا
جیویں رکت سریر وچ ساس اندر، تیویں جوت میں جوت سما رہیا (۱۴)

میر تقی میر نے قیام دہلی کے دوران خوشحالی، امن اور فراغت کا زمانہ بہت کم دیکھا۔ وہ شاعر ہونے کے باعث حساس طبیعت کے مالک تھے۔ اُنھوں نے جو دیکھا، محسوس کیا، اُسے من وعن شاعری کے قالب میں ڈھال دیا اور یوں اُن کی شاعری اُن کے عہد کی تاریخ بنے آج بھی محفوظ ہے۔ ڈاکٹر سیّد عبد اللہ "نقدِ میر" میں لکھتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33
ماخذ تحقیقی مجلّہ

"اگر میر کے زمانے کی تاریخ نہ بھی لکھی جاتی تو میر کی شاعری کو پڑھ کر ایک گہری نظر رکھنے والا اُس زمانے کی تاریخ مرتب کر سکتا تھا۔" (۱۵)

میر تقی میر کی طرح سیّد وارث شاہ بھی اپنے عہد کے گہرے مشاہدہ کار تھے۔ اُنھوں نے جو دیکھا اور محسوس کیا نیز اپنے ذاتی تجرباتِ زندگی "ہیر" میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر کے تاریخ کا حصہ بنا دیے۔ وارث شاہ کی حکمت و دانائی "ہیر" کے ہر ہر مصرعے سے عیّاں ہے۔ نمونے کے طور پر چند مصرعے ملاحظہ ہوں:

حکم ہتھ کمذات دے سونپ دینا، نال دوستاں کرنیاں ویریاں نیں
مڑن قول زبان دا پھرن پیراں، برے دِناں دِیاں ایہہ بھی پھیڑیاں نیں
بھلے نال بھلیائیاں بدی بُریاں، یاد رکھ نصیحتاں میریاں نیں
بناں حکم دے مرن نہ اوہ بندے، ثابت جیہناں دے رزق دیاں ڈھیریاں نیں (۱۶)

میر نے اپنی شاعری میں عصری ادراک بہت وسیع پیمانے پر پیش کیا ہے اور خصوصیت یہ کہ اُن کا عصری شعور کسی خاص عہد یا زمانے سے منسلک نہیں رہا بلکہ زمان و مکاں کی قید سے بالا ہو کر آفاقی اور عالمگیر حیثیت حاصل کر گیا۔ میر اپنے عہد میں زندہ ہونے کے ساتھ ساتھ اب بھی زندہ ہیں اور تا قیامت زندہ رہیں گے۔ یعنی میر کا عصری شعور ماضی، حال اور مستقبل کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ دل کی ویرانی، دل کا نگر لُٹنا، نازک زمانہ، دستار تھامنا ایسے نامناسب حالات کی طرف اشارے ہیں جہاں جان اور عزت کے لالے پڑے ہوئے ہوں:

دل کی ویرانی کا کیا مذکور
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا (۱۷)

میر صاحب زمانہ نازک ہے
دونوں ہاتھوں سے تھامیے دستار (۱۸)

اپنے عہد کے عکاس اور آفاقی صورتِ احوال کی نمائندگی کرتے سیّد وارث شاہ کے چند مصرعے ملاحظہ ہوں:

وارث شاہ نہ سنگ نوں رنگ آوے، لکھ سُوہے دے وچ سمورییے (۱۹)
صلح کیتیاں فتح جے ہتھ آوے، کمر جنگ تے مُول نہ کسییٔے نی (۲۰)
گئی عمر تے وقت پھیر نہیں مُڑدے، گئے کرم تے بھاگ نہ آوندے نی (۲۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33
ماخذ تحقیقی مجلّہ

موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ جو پیدا ہوا، اُس نے یقیناً موت کا مزا چکھنا ہے۔ دنیا اپنے اندر خواہ جتنی بھی دل کشی اور کشش رکھتی ہو، مگر ہے عارضی اور فانی۔ میر کے ہاں زندگی انتہائی خوبصورت چیز ہے تو موت بھی تلخ حقیقت ہے۔ وہ اپنی شاعری میں جابجا موت کا ذکر کرتے ہیں جبکہ سیّد وارث شاہ نے اپنے مخصوص انداز میں موت کی اٹل حقیقت کو بیان کیا ہے۔ بالترتیب مثالیں ملاحظہ کریں:

مرنا ہے خاک ہونا ہے، ہو خاک اُڑتے پھرنا
اس راہ میں ابھی تو درپیش مرحلے ہیں (۲۲)

کیا رنگ و بُو و بادِ سحر سب ہیں گرمِ راہ
کیا ہے جو اس چمن میں ہے ایسی چلا چلی (۲۳)

وارث شاہ ایہہ عمر دے لعل مہرے، اِک روز نوں عاقبت ہارئین گے (۲۴)

وارث شاہ جاں عاقبت خاک ہونا، ایتھے اپنی شان ودھایئے کیوں (۲۵)

وارث شاہ سرائے دی رات وانگوں، دنیا خواب خیال پچھانیا جے (۲۶)

میر تقی میر کی شاعری میں انسانی عظمت اور اعلیٰ انسانی اقدار کا بیان بکثرت ملتا ہے۔ اُن کے ہاں انسان کا احترام سب سے مقدم ہے۔ وہ انسان کو ملائکہ سے افضل گردانتے ہیں:

آدمی سے ملک کو کیا نسبت
شان ارفع ہے میر انسان کی (۲۷)

آدم خاکی سے عالم کو جلا ہے ورنہ
آئینہ تھا مگر قابل دیدار نہ تھا (۲۸)

ہیر وارث شاہ میں احترامِ انسانیت اور احترامِ آدمیت کے حوالے سے کئی مصرعے ملتے ہیں جن سے وارث شاہ کی انسان دوستی، مظلوم سے ہمدردی اور ظالم سے نفرت کے پہلو عیاں ہوتے ہیں:

وارث نال بے وارثاں رحم کیجے، مہربان ہو کے کرو وڈا جیرا (۲۹)

لڑیئے آپ بروبرے نال کڑیئے، سوٹے پکڑ یتیماں تے آونا کیہہ (۳۰)

میر تقی میر اور سیّد وارث شاہ اپنے اپنے عہد کی دو الگ الگ تہذیبوں کے نمائندہ شاعر ہیں۔ اُن کی فکری و فنی عظمت کا اعتراف ہر زمانے میں ہوا اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ یہ مقام و مرتبہ ہر کسی کی قسمت میں نہیں ہوتا بلکہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33
ماخذ تحقیقی مجلہ

وقت ہی فیصلہ کرتا ہے کہ کون ہمیشگی اور آفاقیت حاصل کرتا ہے اور کون سانسوں کے بند ہو جانے پر تاریخِ ماضی کا قصہ بن کے رہ جاتا ہے۔ میر تقی میر اور سیّد وارث شاہ کو اپنی اپنی بزرگی، عظمت اور بڑائی کا ادراک شاید اپنی زندگیوں میں ہی ہو گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں شعرا نے خود پسندی سے کام لیتے ہوئے اپنے کارہائے نمایاں کی روشنی میں اپنے بارے جو گمان کیے وہ بیتے وقت نے ثابت کر کے اُن کی عظمت و سربلندی کو چار چاند لگا دیے:

پڑھتے پھریں گے گلیوں میں ان ریختوں کو لوگ
مدت رہیں گی یاد یہ باتیں ہماریاں (۳۱)

وارث شاہ نے ''ہیر'' ایسا شاہکار تخلیق کرنے کے بعد اپنی فنی عظمت کو اپنے منہ بیان کیا اور اپنا فن پارہ بڑے اعتماد کے ساتھ ناقدین ادب کے سامنے پیش کیا:

پرکھ شعر دی آپ کرلین شاعر، گھوڑا پھیریا وچ نخاس دے میں
پڑھن گبھرو دیس وچ خوشی ہو کے، پھُل بیجیا واسطے باس دے میں (۳۲)

وارث شاہ نے ''ہیر'' کو پُر مغز شاعری اور قیمتی دُرِّ شہوار کی لڑی کہہ کر بھی سراہا ہے:

ختم ربّ دے کرم دے نال ہوئی، فرمایش پیارڑے یار دی سی
ایسا شعر کیتا پُر مغز موزوں، جیہا موتیاں لڑی شہوار دی سی
جو کوئے پڑھے سو بہت خورسند ہووے، واہ واسبھ خلق پُکار دی سی (۳۳)

میر تقی میر اور وارث شاہ نے نا صرف خود اپنی تعریف و توصیف بیان کی بلکہ بعد میں آنے والے قد آور شعرا نے بھی اُن کی فنی عظمت کو سراہا اور خراج تحسین پیش کیا:

غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخ
آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں (۳۴)

ریختہ کے تُمھی اُستاد نہیں غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا (۳۵)

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا (۳۶)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33
ماخذ تحقیقی مجلہ

پنجابی شاعر اور نقاد مولوی احمد یار مرالوی (جنھوں نے منظوم پنجابی تنقید کی بنیاد ڈالی) اور میاں محمد بخش سیّد وارث شاہ کی عظمت کا اعتراف کرتے لکھتے ہیں:

وارث شاہ جنڈیالے والے، واہو اہیر بنائی
احمد یار کہے اُس جیہی، اَٹکل مَیں نہ آئی [۳۷]

وارث شاہ کو اُردو زبان کے معروف شاعر سیّد انشاء اللہ خاں انشاء کا خراجِ تحسین پیش کرنا وارث شاہ اور پنجابی ادب کے لیے تاقیامت باعث صد افتخار رہے گا:

کہانی ایک سُنائی جو ہیر رانجھے کی
تو اہلِ درد کو پنجابیوں نے لُوٹ لیا [۳۸]

حاصل بحث یہ کہ میر تقی میر اور سیّد وارث شاہ اُردو اور پنجابی ادب میں منفرد اور نمایاں مقام کے حامل شاعر ہیں۔ دونوں شعرا کم و بیش اڑھائی سو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود اپنی فکری و فنی پختگی کے باعث نا صرف زندہ و جاوید ہیں بلکہ ادب میں بھی اعلیٰ مقام و مرتبہ پر فائض ہیں۔ دونوں شعرا نے اپنے تخلیقی شعور اور فنکارانہ حساسیت کو استعمال کرتے ہوئے اپنے اپنے عہد کی تاریخ کو جس انداز سے شاعری میں بیان کر کے محفوظ کیا ہے، وہ تاریخی حقائق غیر جانبدار دستاویز کی صورت موجود ہیں۔ بلاشبہ اٹھارھویں صدی کی ان دونوں قد آور شخصیات پر دونوں زبانیں اور دونوں زبانوں کا ادب ہمیشہ مان کرتے رہیں گے اور تاقیامت ان کی حیثیت مسلّم رہے گی۔

حوالہ جات

۱. میاں محمد بخش، سیف الملوک، مترجم: میاں ظفر مقبول، لاہور: شیخ محمد بشیر اینڈ سنز، س۔ن، ص:۹۵۷۔
۲. میر تقی میر، کلیات میر (جلد چہارم)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۶ء، ص:۱۷۲۔
۳. میر تقی میر، کلیات میر (جلد اول)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۶ء، ص:۱۶۴۔
۴. وارث شاہ، سیّد، ہیر، مرتبہ: شیخ عبد العزیز بیرسٹر ایٹ لاء، ص:۲۸۔
۵. ایضاً، ص:۲۹۔
۶. ایضاً، ص:۴۷۔
۷. ایضاً، ص:۳۸۸۔
۸. میر تقی میر، کلیات میر (دیوان دوم)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۱ء، ص:۱۶۴۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33

ماخذ تحقیقی مجلہ

۹. جمیل جالبی، ڈاکٹر، محمد تقی میر، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۳ء، ص: ۳۴۔
۱۰. میر، محمد تقی میر، کلیات (جلد ششم: مثنویات)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۱۱ء، ص: ۵۱۔
۱۱. وارث شاہ، سیّد، ہیر، مرتبہ: شیخ عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لاء، ص: ۱۔
۱۲. میر تقی میر، کلیات میر (جلد اول)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۶ء، ص: ۱۵۲۔
۱۳. میر تقی میر، کلیات میر (جلد سوم)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۲ء، ص: ۲۱۲۔
۱۴. ایضاً، ص: ۱۴۶۔
۱۵. ڈاکٹر سیّد عبداللہ، نقد میر، دہلی: جہاں گیر بک ڈپو، سن ندارد، ص: ۱۷۱۔
۱۶. وارث شاہ، سیّد، ہیر، مرتبہ: شیخ عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لاء، ص: ۲۰۷، ۲۰۶۔
۱۷. میر تقی میر، کلیات میر (جلد اول)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۸ء، ص: ۱۳۸۔
۱۸. ایضاً، ص: ۲۴۲۔
۱۹. وارث شاہ، سیّد، ہیر، مرتبہ: شیخ عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لاء، ص: ۲۸۰۔
۲۰. ایضاً، ص: ۲۲۴۔
۲۱. ایضاً، ص: ۱۲۶۔
۲۲. میر تقی میر، کلیات میر (جلد سوم)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۲ء، ص: ۱۵۵۔
۲۳. میر تقی میر، کلیات میر (جلد دوم)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۱ء، ص: ۲۷۹۔
۲۴. وارث شاہ، سیّد، ہیر، مرتبہ: شیخ عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لاء، ص: ۱۱۴۔
۲۵. ایضاً، ص:۔ ۲۵۶۔
۲۶. ایضاً، ص:۔ ۳۶۵۔
۲۷. میر تقی میر، کلیات میر (دیوان دوم)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۱ء، ص: ۲۷۸۔
۲۸. میر تقی میر، کلیات میر (جلد اول)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۶ء، ص: ۱۸۰۔
۲۹. وارث شاہ، سیّد، ہیر، مرتبہ: شیخ عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لاء، ص: ۱۲۸۔
۳۰. ایضاً، ص:۔ ۲۵۸۔
۳۱. میر تقی میر، کلیات میر (دیوان دوم)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۱ء، ص: ۳۰۶۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-33

ماخذ تحقیقی مجلّہ

۳۲. وارث شاہ، سیّد، ہیر، مرتبہ: شیخ عبدالعزیز بیرسٹر ایٹ لاء، ص:۳۸۸۔

۳۳. ایضاً، ص:۳۸۹۔

۳۴. غالب، اسد اللہ خان، مرزا، دیوانِ غالب اور انتخاب، اسلام آباد: پرنٹ ماسٹر، ۲۰۱۲ء، ص:۱۶۰۔

۳۵. ایضاً، ص:۷۴۔

۳۶. ذوق، محمد ابراہیم، دہلوی، کلیات ذوق، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۹ء، ص:۱۳۸۔

۳۷. بحوالہ واصف لطیف، اگوائی، لاہور: مقصود پبلشرز، ۲۰۲۱ء، دسویں وار، ص:۱۴۹۔

۳۸. انشاء، انشاء اللہ خاں، کلیات اول (جلد اول)، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۶ء، ص:۵۹۔